از: جناب سید بادشاہ تبسم بخاری صاحب

گرگٹ ایک چھوٹا سا جانور ہے جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے کہتے ہیں یہ جانور اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے، گھڑی میں کچھ پل میں کچھ۔ کبھی بھی اس کا رنگ ایک سا نہیں رہا۔ اسی طرح جو شخص مستقل مزاج نہ ہو یا اپنے قول و فعل پر قائم نہ رہتا ہو بلکہ حالات کے تقاضوں کے پیشِ نظر آج کچھ کہے کل کچھ کرے، کبھی عداوت و دشمنی پر اتر آئے، کبھی محبت و دوستی نبھانے لگ جائے، اُس شخص کی مثال بھی اُسی گرگٹ سے دی جاتی ہے۔ دنیوی معاملات میں جہاں اسلام کا حکم یہ ہے کہ حق بات کو مرتے دم تک حق اور باطل کو تادمِ آخر باطل کہو، دینی امور میں کچھ زیادہ ہی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اعمال و افعال میں کمی بیشی ہوسکتی ہے مگر عقائد میں کمی بیشی نہیں ہوا کرتی۔ دیکھئے رمضان المبارک میں روزے تیس بھی ہوتے ہیں اور اُنتیس بھی۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک اللہ کی بجائے دو چار مزید مان لیے جائیں اور ایمان میں فرق بھی واقع نہ ہو۔ جن باتوں کا تعلق عقائد و ایمان اور اصول سے ہوگا اُن میں کمی بیشی ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق اور باطل کو آپس میں مت ملاؤ اور باطل کو حق کہہ کر دھوکہ نہ دو بلکہ حق کو ہمیشہ حق اور باطل کو ہمیشہ باطل کہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ آج ہم مرزائیوں کو بے دین گمراہ اور کافر کہیں اور کل دین دار، ہدایت یافتہ اور مسلمان سمجھنے لگیں۔ تاوقتیکہ

وہ بقول موجودہ صدر "سپاہِ صحابہ" کے، پکا رافضی تھا اور آج سے سال دو سال قبل بھی رافضی تھا تو اچانک ایک سال بعد وہ کس طرح سُنّی کہلانے کا حقدار ہو گیا۔ کیا قبور میں بھی مذہب اور عقیدہ و ایمان کی تبدیلی ممکن ہے؟

ایک دیوبندی صاحب بڑے دُکھ اور درد سے فرماتے ہیں کہ اس وقت کی اہم ضرورت تمام سُنّی مکاتبِ فکر کو باہمی اختلافات بھلا کر باہم یکجا اور اکٹھے ہو کر شیعیت کے خلاف کام کرنا ہے۔ مگر جوشِ عقیدت میں ہماری دُکھ بھری آہ پر غور نہیں فرماتے ہمارا سینہ چیر کر نہیں دیکھتے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے اکابر کی کتب کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہیں کرتے۔ بس آنکھیں بند کر کے ان کا ایمان ہے کہ اُن میں حقائق و معارف کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، دیکھنے کا تکلف پھر کس لیے۔ احمد رضا خاں کے خلاف جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہی سچ ہے اُس کی کتاب اُٹھانے کی تکلیف کون کرے۔ جب ہم باہمی اختلافات کی طرف توجہ مبذول کرانے کی کوشش کرتے ہیں تو بے جا تاویلوں کے انبار سامنے رکھ دیے جاتے ہیں۔ ہمارا باہمی اختلاف آخر ہے کیا؟ کیا گیارھویں اور چالیسواں نزاع کا باعث ہے، کیا صلوٰۃ وسلام اور ذکر بالجہر جھگڑے کی بنیاد ہے۔ کیا عرس و عید میلاد النبی فساد کی جڑ ہے۔ نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں۔

ہمارا اختلاف فروعی نہیں، ہمارا اختلاف اصولی ہے۔ ہمارا اختلاف یہ ہے کہ دیوبندی کُتب میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ اور سرکار رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں توہین اور گستاخیاں پائی جاتی ہیں عبارات اُردو میں ہیں۔ مطلب و مفہوم واضح ہے، اور یہ مسئلہ اصولی مسئلہ ہے جب تک ان سے توبہ نہ ہو گی اُس وقت تک یہ اختلاف ختم نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ بھی باور کرایا جاتا ہے کہ اب ہم دیوبندی بریلوی نزاع بھلا چکے ہیں۔ ہمارا جہاد اب صرف شیعہ کے خلاف ہے۔ مگر ہمیں یہ بات بھی قبول

کرنے میں ذرا دقت محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ کارروائی یکطرفہ ہے، ممکن ہے آپ کے اختلافات اس نوعیت کے ہوں کہ جن کو بھلایا جا سکتا ہو مگر آپ سے ہمارے اختلافات کچھ اس سطح کے ہیں کہ نظر انداز نہیں کیے جا سکتے ورنہ تو آپ میں اور ہم میں فرق کیا رہ جائے گا۔

کل تک ہم "تحذیر الناس" کی عبارات کی دھجیاں اڑاتے رہے تو کیا آج ہم اُن دھجیوں کو جوڑنے اور ملانے بیٹھ جائیں گے۔ کل تک ہمارے نزدیک "براہین قاطعہ" اور "حفظ الایمان" کی عبارات ایمان کا خاتمہ کر دینے والی تھیں تو کیا آج وہ عبارات ایمان و یقین میں اضافہ کرنے والی بن جائیں گی۔ نہیں اور کبھی نہیں۔ وہ عبارات کل بھی باطل تھیں آج بھی باطل ہیں اور تا قیامت باطل ہی رہیں گی۔ اور پھر ہمیں اپنے ساتھ چلانے سے قبل ذرا ہمارے بارے میں کچھ فیصلہ تو کر دیجئے کہ ہم اللہ و رسول کے دین والے ہیں یا رضاخانی دین والے۔ ہم سُنی ہیں یا رافضی، مسلمان ہیں یا مشرک۔

کیا سال دو سال قبل والی تقریریں آپ نے بھلا ڈالی ہیں، اُس وقت تو بڑے تندو مد سے ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ اور رافضی کہا جاتا تھا آج بھی تو ہمارے عقائد وہی ہیں، آپ کا فتویٰ کیوں بدل گیا؟ کیا کل آپ اپنے اکابر کی کارگزاریوں پر پردہ ڈالنے کے لیے اتنا بڑا جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے تھے؟ جس احمد رضا کو کل تک آپ مرزا غلام قادر[1] (جو غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا) کا شاگرد بتاتے رہے۔ آج وہ آپ کی دلیل کیا ہوئی۔ آج اُس احمد رضا

---

[1] یاد رہے کہ جس مرزا غلام قادر سے اعلیٰ حضرت نے کچھ تعلیم حاصل کی۔ وہ مرزا قادیانی کے بھائی ہرگز نہیں تھے یہ سب ان دیوبندیوں کی فریب کاریاں ہیں۔ محض نام کی مشابہت ہے، جس کی تفصیل سے تردید مولانا حسن علی رضوی صاحب اور مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی کتب میں کر دی ہے۔

وہ کفریہ عقائد سے توبہ نہ کرلیں۔ لیکن آج ہم آپ کا تعارف ایسے حضرات سے کراتے ہیں جو کل تک تو ہمیں مشرک، بے دین، گمراہ، بدعتی، انگریزوں کے ایجنٹ اور رافضی کہتے کہتے اپنی زبانیں گھسا چکے تھے مگر آج ہم بغیر توبہ کیے اور انہی عقائد پہ قائم رہتے ہوئے ایک دم اُن کو موحد، ایماندار اور سچے پکے سُنی دکھائی دینے لگے ہیں۔

کل تک وہ ہمیں چیخ چیخ کر کہتے تھے کہ آپ کا اور ہمارا راستہ الگ ہے، راہیں جدا جدا ہیں، اختلافات اصولی ہیں، عقیدے متفاوت ہیں مگر آج اس سے بھی زیادہ بلند آواز میں ہمیں اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں۔ کل تک وہ لوگ بزعم خویش جادۂ حق پہ چلنے والے اور ہم اُن کے خیالات فاسدہ کے مطابق باطل کی تاریک راہوں میں کھوئے ہوئے، وہ قرآن و سُنت پہ عمل پیرا اور ہم ہیر رانجھے اور سیف الملوک کے اشعار الاپنے والے، وہ اللہ و رسُول کے دین پر کار بند اور ہم رضا خانی دین کے مداح، وہ خدا پرست ہم قبر پرست، وہ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنے والے اور ہم مُردوں کا کفن اُتارنے والے، کل تک وہ ہماری اقتدا میں نماز پڑھنے سے گریزاں، ہم نعرۂ رسالت لگائیں تو اُن کی جانب سے شرک و بدعت کے تیروں کی بوچھاڑ، گیارھویں شریف برائے ایصالِ ثواب ہو تو خنزیر کی طرح حرام حرام کی گردانیں، علم غیب بہ عطائے الٰہی بھی صریح شرک اور آج۔ آج یہ سب باتیں طاقِ نسیاں کے حوالے کر کے نعرہ لگایا جا رہا ہے۔

”دیوبندی بریلوی بھائی بھائی“

جب عقائد میں اس قدر تفاوت اور بُعد ہو تو بھائی بھائی کیسے بن گئے۔ حنفی اور سُنی زبان سے کہنا اور بات ہے اور عقائد و اعمال سے ثابت کرنا اور بات ہے۔ پہلے دیوبندی اور بریلوی شاید دیوبند اور بریلی کے رہنے والوں کو کہا جاتا ہو مگر آج یہ مستقل نظریے بن چکے ہیں۔ اب عقائد کے لحاظ سے دونوں میں فرق کیا جائے گا۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ دیوبندی حضرات یہ نعرہ کیوں

لگا رہے ہیں، اپنی کانفرنسوں میں نعرۂ رسالت محمد رسول اللہ کا جواز کہاں سے پیدا کر لیا گیا ہے. کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ نعرہ لگایا تھا؟ یا "دیوبندی بریلوی بھائی بھائی" کا نعرہ کس حدیث سے ثابت ہے؟۔ کیا دیوبندیوں کے عقائد میں تبدیلی آگئی ہے یا بریلویوں نے دیوبندیت کو اپنا لیا ہے۔ آخر نعرہ "دیوبندی بریلوی بھائی بھائی" کا اجراء کس طرح کر لیا گیا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ بات کیا ہے؟ راز کیا ہے؟ راز ہم بتائے دیتے ہیں. گرگٹ مزاجی۔ جی ہاں! جس نے بھی گرگٹ کا مزاج پالیا پھر اُس کا ایک ہی رنگ پہ جمے رہنا بعید از قیاس ہے — "سپاہِ صحابہ" کے موجودہ سرپرست اور ان کے دیگر ساتھی دیوبندیوں کے نزدیک کل تک احمد رضا خاں انگریزوں کا ایجنٹ تھا، لیکن آج بربنائے مصلحت وہ انگریز کا دشمن ہے۔ کل تک احمد رضا خاں بریلوی پکا رافضی تھا آج اُسے کٹر سُنی کہا جا رہا ہے، کل تک کے مشرکِ اعظم آج کے موحدِ اعظم ہیں، کل جو ہمارے پیچھے نماز پڑھنے سے بھاگتے تھے آج اعلانیہ کہہ کر ہمیں آگے کھڑا کرتے ہیں، کل تک گیارھویں شریف خنزیر کا گوشت تھی آج مل کر کھا لینے کو معیوب قرار نہیں دیا جاتا. کل تک یا رسول اللہ کا نعرہ شرک تھا آج کانفرنسوں میں یا رسول اللہ، محمد رسول اللہ دونوں نعرے لگ رہے ہیں لیکن کسی دیوبندی کی اس شرک کے خلاف زبان تک نہیں اُٹھتی. کل تک احمد رضا خاں بریلوی اور اُن کے خلفاء بے دین، گمراہ اور ضال و مضل تھے آج "سپاہِ صحابہ" والے حضرات اُن کے ناموں پر "رحمۃ اللہ علیہ" لکھ رہے ہیں۔

اے امام احمد رضا! تجھے ہمارا سلام ہو تو نے بد ترین دشمنوں سے بھی اپنے نام پر "رحمۃ اللہ علیہ" لکھوا لیا۔

یہ ہے وہ گرگٹ مزاجی اور بدبودار عقیدہ کہ لمحہ لمحہ اپنا رنگ و بو بدلتا رہتا ہے۔ وہ احمد رضا جو ۱۹۲۱ء میں اس دارِ فانی سے رُخصت ہو گیا

تن من دھن کی بازی لگا دی گئی، شیعہ سُنّی اختلاف ختم کرنے کا جھانسہ دیا گیا، بڑھ چڑھ کر روپیہ پیسہ لگایا گیا، کہیں لائبریریوں کے نام پر جیبیں بھری گئیں کہیں مدرسوں کی آڑ میں پاکٹیں گرم ہوئیں، کہیں امام باڑوں کے لیے لاکھوں کی تھیلیاں اچھال دی گئیں، غرض جس طرح اور جیسے ممکن تھا شیعیت کی ترویج و ترقی کے لیے قربانیاں دی گئیں۔ اور ادھر ہمارے سُنّی بھائی اتنے متاثر ہوئے کہ خمینی صاحب کا نام جپنے لگے۔ کھوکھلے اسلامی دعووں پر یقین کر لیا۔ لیکن افسوس کہ اندر کی تاریکیوں اور غلاظت کو جھانک کر دیکھنے کے لیے ان بے چاروں کے پاس نہ بصارت تھے، نہ بصیرت۔ ہمیں اپنے سُنّی بھائیوں سے سخت شکوہ ہے کہ وہ محض اعمال و افعال ہی کو سارا دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ عقائد و ایمان کی اہمیت و حیثیت کو یکسر بھلا دیا، حالانکہ اعمال کی مقبولیت کا دارومدار عقائد کی درستی پر ہے۔ بصورتِ دیگر آخرت میں کچھ حصّہ نہیں اور ہمیں یہاں یہ بات کہہ دینے میں بھی کوئی عار نہیں کہ ملک کے سربراہوں کو پہلے مذہب سے واقفیت حاصل کرنی چاہیے، بزرگانِ دین کی کتب سے استفادہ کرنا چاہیے۔ آج کے مولویوں پہ اعتبار نہ سہی کیا چودہ سو سال کے سارے آئمہ کرام معاذ اللہ محض مُلّاں کہلواتے تھے، تمام سابقہ علمائے احناف کی کتب بحمد اللہ موجود ہیں۔ اُن میں صاف موجود ہے کہ جو قوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر دن رات تبرّے بکتی ہو اُس سے میل جول، اُٹھنا بیٹھنا اور محبت و دوستی کا اظہار مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ ہمیں سخت افسوس ہوتا ہے کہ آج کے سربراہ دینی معاملات میں بہت پیچھے ہیں۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ اسلام میں رواداری کا مطلب و مفہوم کیا ہے، اپنے پروٹوکول پر قدم بہ قدم کاربند نظر آئیں گے مگر اسلام نے جو پروٹوکول عطا فرمایا ہے وہ بالائے طاق رکھ کر بندوں کو خوش کرنے پر مجبور رہیں۔ ان سربراہوں کو پتہ ہی نہیں کہ کس کا جنازہ پڑھنا ہے کس کا نہیں پڑھنا، کس کے مزار پر جانا ہے اور کس کی قبر

سے بچنا ہے۔ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہم ان سربراہانِ مملکت کی خدمت میں فقط اتنی گزارش کرتے ہیں کہ عزت دنیا کے بادشاہوں کے ہاتھ میں نہیں عزت تو اُس احکم الحاکمین کے دستِ قدرت میں ہے جس نے تمام مخلوق میں اپنی بے شمار نعمتیں بانٹ رکھی ہیں، عزت تلاش کرنی ہے تو صرف اُس سے تلاش کیجئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

بات کچھ دُور نکل گئی۔ عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ ایک دیوبندی صاحب فرماتے ہیں کہ مرنے والے مرکھپ گئے، اُنہیں بھول جایئے اور شیعوں کے خلاف کام کرنے کے لیے ہمارے ساتھ متحد ہو جایئے۔ جناب دیوبندی صاحب! اللہ کا شکر ہے کہ ہم میں بے شمار ایسے افراد موجود ہیں جو بڑھ چڑھ کر شیعیت کے خلاف کام کر رہے ہیں، اگر مرکھپ جانے والوں کو معاف کر دیا جائے تو پھر آپ سپاہ صحابہ والے خود یعقوب کلینی، مُلّا باقر مجلسی، نوری طبرسی، نور اللہ شوستری اور خمینی صاحب کی کفریہ عبارات پر کیونکر گرفت کرتے ہو وہ بھی تو مرکھپ گئے ہیں اُنہیں معاف کیوں نہیں کر دیا جاتا۔ گڑے مُردے اُکھاڑنے سے کیا فائدہ۔ تو جس طرح کا جواب آپ دیں گے وہی جواب ہمارا سمجھیئے۔

بہرحال توحید کی آڑ میں جس طرح آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی توہین و تنقیص اور گستاخیاں تقریرًا و تحریرًا کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں وہ کسی صورت نظر انداز کر دینے کے قابل نہیں۔ ہماری دینی غیرت و حمیت یہ گوارا نہیں کرتی کہ آپ سے دوستی کی پینگیں بڑھائی جائیں۔ ہمارے نزدیک جو قرآن مجید کو محرف شدہ اور نا مکمل کہے، صحابہ کرام

کو مولانا کہا جارہا ہے، رحمۃ اللہ علیہ کہا جارہا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ تقیہ بازی میں دیوبندی حضرات شیعوں کو بھی کوسوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ بلکہ تقیہ کی "دولت" تو بڑی فراوانی سے ان (دیوبندیوں) کے گھر میں بھی موجود ہے۔ اس فن میں ان کو مہارت تامہ حاصل ہے۔

جن اکابر علمائے دیوبند کی کتب میں توہین آمیز کلمات پائے جاتے ہیں اور جن پر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علاوہ برصغیر کے جید ترین علماء بھی فتویٰ کفر عائد کر چکے ہیں وہ اکابر آپ کے نزدیک حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات، قطب الاقطاب، حکیم الامت اور شیخ الاسلام کا درجہ رکھتے ہیں۔ بتائیے آپ اور ہم کس طرح بھائی بھائی بن سکتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ ان عبارات میں ایمان کی ایسی حلاوت ہے کہ روح خوش ہو جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک وہ عبارات صریح کفریہ ہیں اور ہم بار بار کہتے ہیں کہ وہ عبارات دیوبندی، بریلوی سے ہٹ کر کسی عیسائی یہودی کے آگے رکھ دیجئے "جو اردو اور اس کی دیگر ضروریات و لوازمات سے واقف ہو، دیکھئے وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

ہمارا فتویٰ ہمیشہ سے ایک تھا، ایک ہے اور ایک رہے گا۔ ہم گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے نہیں۔ آپ لوگ جہاں جس قسم کا ماحول دیکھتے ہیں وہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔

جب تک شیعوں کے خلاف "سپاہ صحابہ" کی سیاسی تحریک[1] نہیں چلی تھی اس وقت تک ہم بے ایمان، مشرک، بدعتی اور رافضی تھے لیکن آج انہی عقائد کی موجودگی میں آپ ہی کے نزدیک پکے سچے مومن، سنی اور موحد ہیں۔

[1] دیوبندیوں اور شیعوں میں سیاسی اختلاف ہے ورنہ مذہبی حیثیت میں دونوں برابر ہیں۔ مزید وضاحت کیلئے مولانا حسن علی رضوی صاحب کا پمفلٹ غلط فہمی کا ازالہ پڑھیں (ادارہ)

آپ کی اس گرگٹ مزاجی پر حیرت کے سمندر میں ڈوب ڈوب جاتے ہیں۔

دو تین سال قبل تک تو موجودہ صدرِ سپاہِ صحابہ" احمد رضا خاں بریلوی کو مرزا غلام احمد قادیانی کا ہم خیال ثابت کرنے کے لیے پیدائش اور وفات کی تاریخوں میں مماثلت پیدا کر کے طعن و تشنیع و تشدد کی آگ بھڑکا رہا تھا آج خود ہی اُس آگ پر پانی کس لیے ڈالا جا رہا ہے۔ موصوف ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ مرزا پیدا ہوا ۱۸۴۲ء میں اور مرا ۱۹۰۸ء میں، جبکہ احمد رضا خاں پیدا ہوئے ۱۸۵۶ء میں اور وفات پائی ۱۹۲۲ء میں۔ اور کہا کہ دیکھئے دونوں کی پیدائش اور وفات میں چودہ چودہ سال کا فرق ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيْز کی وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ فاروقی صاحب کا ۱۹۲۲ء بتانا صریح اور جیتا جاگتا جھوٹ ہے۔

انگریزوں کے ہی بتائے ہوئے فارمولے پر اب تک آپ عمل کر رہے ہیں جیسا کہ ٹامڈوی صاحب وغیرہ بھی آپ کو یہ سبق یاد کرا گئے ہیں کہ جھوٹ اسقدر بولو کہ اُس پر سچ کا گمان ہونے لگے۔

ایک اور دیوبندی صاحب فرماتے ہیں کہ اب لکھنے والے دُنیا سے گزر گئے، مر کھپ گئے گڑے مُردے اُکھاڑنے سے کیا فائدہ؟ جو کام ہے اب کرنے کا وہ کیجئے۔ دیکھئے سرِعام منبروں پہ صحابہ کرام پر تبرا بازی ہوتی ہے۔ یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اس بات کا مکمل احساس ہے کہ جب سے خمینی صاحب گھوم گھما کر واپس آئے ہیں اور اُنہیں پورے ملک کی سربراہی حاصل ہوگئی تو اُنہوں نے جی بھر کر شیعیت کے فروغ کے لیے کام کیا۔ بظاہر اسلامی انقلاب کی آڑ میں وہ کھیل کھیل گئے کہ بے شمار سادہ لوح مسلمان اُن کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنس کر رہ گئے۔ خفیہ طور پر بھی اور اعلانیہ بھی دوسرے ملک کی تنظیمیں یہاں بھی بنائی گئیں، رسائل و جرائد جاری کیے گئے، اپنے مسلک کے فروغ کے لیے

آج اچانک مسلمان کیسے ہوگئے۔ ہمارے عقائد میں جب فرق ہی نہیں پڑا تو مسلمان کیسے ہوگئے۔ بس ہمارا مدعا فقط اتنا ہے کہ ہم اپنی ملّت و قوم پر اس بات کو واضح کردیں کہ آپ کل سچے تھے یا آج سچے ہیں؟

سپاہ صحابہ والو! ہم آپ کا متضاد رویّہ دکھانا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں مشرک کہیں تو کیا ہم آنکھیں بند کرلیں، آپ ہمیں رافضی کہیں تو کیا ہم زبانوں کو مقفل کردیں۔ آپ ہمیں ننگی گالیاں دیں ہم برداشت کرلیں گے مگر آپ ہمیں رافضی کہیں۔ ہم برداشت نہیں کریں گے۔

ہم سرپرستِ "سپاہِ صحابہ" سے پوچھتے ہیں کہ کل تک جو ہمیں رافضی کہا جاتا رہا کیا وہ قرآن و سنّت کی روشنی میں کہا گیا یا محض گپیں تھیں۔ اگر قرآن و سنّت کی روشنی میں تھا تو آج قرآن و سنّت کے خلاف ہمیں سُنّی کیونکر کہا جانے لگا ہے۔ جو عقیدہ قرآن و سنّت میں کفریہ ہو، مشرکانہ ہو وہ ہمیشہ کفریہ مشرکانہ رہے گا۔ آج سے پانچ سال قبل ہم جن عقائد کی بناء پر رافضی تھے۔ پانچ سال بعد قرآن کی کس نص سے ہم سُنّی بن گئے ہیں؟

مرزا غلام احمد ۱۹۰۱ء میں بھی کافر تھا اور آج بھی کافر ہے، تاقیامت پکا کافر رہے گا۔ اگر ضیاء الرحمٰن صاحب کے نزدیک احمد رضا کل تک رافضی تھا تو اب ایک دم وہ "رحمۃ اللہ علیہ" کیسے ہوگیا۔ اگر آپ خود نہیں کہتے تو اپنے کارکنوں کو ایسا کرنے کی اجازت کس لیے دے رکھی ہے۔ جب یعقوب کلینی، باقر مجلسی اور دیگر اکابرینِ شیعہ کے ناموں پر رافضی ہونے کی وجہ سے رحمۃ اللہ علیہ نہیں لکھا جاتا وہاں احمد رضا خاں جو بقول آپ کے رافضی تھا اس کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ چہ معنی دارد؟ کیا یہ بات اسلام میں جائز ہے کہ ایک رافضی کو کافر کہا جائے اور دوسرے رافضی کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ لکھا جائے۔

فاروقی صاحب! ہمارے پاس آپ کی تقریر کی ایک کیسٹ محفوظ

ہے۔ یہ جھنگ کی تقریر ہے۔ ذرا اپنی تقریر کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔
"مولوی احمد رضا کے باپ کا نام تھا مولوی نقی علی، دادے کا نام تھا مولوی کاظم علی، پردادے کا نام تھا مولوی تقی علی، یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ نام سُنیوں والے ہیں یا شیعہ والے ہیں؟ میرے پاس ساٹھ دلیلیں ہیں کہ احمد رضا بریلوی رافضی تھا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے چیلنج کو قبول کریں کہ احمد رضا بریلوی رافضی تھا۔" ۱؎

اب "دیوبندی بریلوی بھائی بھائی" کا نعرہ لگاتے ہیں جبکہ اس تقریر میں یہ نعرہ بھی موجود ہے۔
"شیعہ بریلوی بھائی بھائی، شیعہ بریلوی بھائی بھائی"

یہی سرپرست "سپاہِ صحابہ" جناب بریلویوں کو بطورِ تقیہ بھائی کہتے ہیں ان کی تقریر کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں۔
"ہم تمہیں کیسے مانیں جناب کہ تم اہلِ سُنّت کی اولاد ہو تم تو خود شیعہ کی اولاد ہو۔"

آج جو یہ سرپرست صاحب اپنے پمفلٹوں اور تقریروں میں فرماتے ہیں کہ دیوبندی بریلوی جھگڑا کوئی جھگڑا نہیں، بریلوی ہمارے بھائی ہیں ان کی تقریر کے یہ الفاظ غور سے پڑھیں۔
"میرا چیلنج قبول کرنے کی جرأت کسی احمد رضا خاں کے حلالی بیٹے میں نہیں۔"

اس اُردو تقریر میں ایک موقعہ پر جب سامعین کی طرف سے یہ نعرہ لگا۔ "بریلویوں پہ لعنت بے شمار" تو موصوف پنجابی میں فرمانے لگے۔
"ان پر لعنت تب بھیجو جب لعنت خود ہی نہ جا رہی ہو۔ ان پر تو لعنت

۱؎ تقریر ضیاء الرحمٰن فاروقی سرپرست "سپاہِ صحابہ"۔

پر تبرّے بازیاں کرے وہ بھی قابلِ نفرین ہے اور جو اللہ و رسول (جلّ مجدہٗ و صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شان میں نجدی زبان استعمال کرے وہ بھی لائقِ ملامت ہے۔ ہمیں اللہ اور اُس کے رسول کی عزت و عظمت ہر چیز سے مقدم ہے۔

تمہید کچھ طوالت اختیار کر گئی ہے۔ آمدم بر سرِ مطلب۔ "سپاہِ صحابہ" کے موجودہ سرپرست ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب جن کو اُن کے عقیدت مند مؤرخِ اسلام کہتے ہیں، پہلے بھی سنبھالے نہیں سنبھلتے تھے اب تو ماشاء اللہ "پھلّے" بھی پڑ گئے ہیں۔ تو یہ صاحب دراز عرصہ تک اہلِ سنت و جماعت کے خلاف سخت زبان استعمال کرتے رہے۔ اہلِ سنّت کی مقتدر شخصیات خصوصًا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر گالیوں کی بارش برساتے رہے۔ بہتانوں کا التزام بہت کیا گیا۔ ایک یہ کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔ انہیں فاروقی صاحب، میر جعفر، میر صادق اور مرزا قادیانی کی صف میں شمار کرتے تھے اور دوسرا یہ کہ مولانا احمد رضا خاں سُنّی نہیں تھے بلکہ رافضی تھے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

انہی دنوں اُردو بازار لاہور کے ایک کتب خانہ میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب دیوبندی کی کتاب "مطالعہ بریلویت" پر بھی نظر پڑی۔ جس کی تین جلدیں آچکی ہیں۔ اُس کی ایک جلد میں وہی پُرانے احسان الٰہی ظہیر کی "البریلویہ" والے مضامین اس میں درج کر دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب "غلط فہمی نہ ہو" کا عنوان دے کر لکھتے ہیں:

مولانا احمد رضا خاں کی اس دبی شیعیت میں یہ وہم نہ ہو کہ اگر آپ شیعہ ہوتے تو شیعوں کے خلاف ردّ الرفضہ نہ لکھتے اس میں آپ نے تمام شیعوں کو کافر کہا ہے اور اپنے آپ کو حنفی ظاہر کیا ہے، اس غلط فہمی سے بچنے کے لیے آپ شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) کے مندرجہ ذیل بیان

پر غور کریں۔ ایسے لوگوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔

"چونکہ علمائے شیعہ اصحاب شقاق و شقاق کے طویل غلبے اور اہل تغلب و نفاق کے برسرِ اقتدار ہونے کے باعث ہمیشہ گوشہ تقیہ میں چھپے اور مخفی رہے ہیں اس لیے وہ اپنے آپ کو شافعی یا حنفی ظاہر کرتے رہے ہیں۔"
(مجالس المومنین جلد ا صفحہ ۲) [1]

آگے صفحہ ۲۰۵ پر لکھا ہے :-

اُس پس منظر میں جب ہم مولانا احمد رضا خاں اور ان کے مسلکی تطورات پر غور کرتے ہیں تو اندر کی بات یہی سامنے آتی ہے کہ مولانا احمد رضا خاں اندر سے ہرگز ہرگز اہل سُنّت میں سے نہ تھے"۔ [2]

دیگر دیوبندی مولوی بھی اس الزام اور بہتان کو وقتاً فوقتاً دُہراتے رہتے ہیں۔ البتہ "سپاہ صحابہ" کے وجود کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ یہ بہتان معدوم ہو رہا ہے۔ لیکن وقتی طور پر کسی چیز کا دب جانا یا اُس کے متعلق زبان نہ کھولنا اور بات ہے، اُس کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے، دل میں سمجھتے کیا ہیں، یہ دوسری بات ہے۔ آج مرزائیوں کے خلاف کوئی بھی نہیں بولتا۔ تو کیا اس کا مطلب یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم اُنہیں مسلمان جاننے لگے ہیں۔ یعنی جس شدومد سے پہلے اُنہیں ننگا کیا جاتا تھا اور اسلام کا دفاع کیا جاتا تھا اُس طریقے سے اب ضرورت بھی نہیں رہی۔ تو اس کا معنیٰ و مراد یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم اُن کے خلاف ہی نہیں رہے۔

ہم "سپاہ صحابہ" سے فقط یہ پوچھتے ہیں کہ وہ ہمارے خلاف زبان تو نہیں اُٹھاتے مگر دل سے کیا سمجھتے ہیں۔ اگر کہیں کہ مسلمان! تو دُنیا کے سب سے بڑے جھوٹے یہ لوگ ہوں گے۔ کیونکہ کل تک ہم رافضی اور بدعتی تھے

---

[1] مطالعہ بریلویت صہ ۲۰۲ جلد سوم مطبوعہ دار المعارف لاہور ۱۹۸۸ء [2] مطالعہ بریلویت صہ ۲۰۵ جلد سوم

بلکہ صرف حقانیت مقصود ہے۔

سوالات نہایت صاف ستھرے، سنجیدہ اور واضح بیان کیے جا رہے ہیں ان کے جوابات بھی اسی طرح نہایت واضح اور روشن ہوں، جوابات میں غصہ، جھنجھلاہٹ، جذبانیت اور تنفر کی آمیزش ہرگز نہ ہو۔ خیال رہے کہ جس ترتیب سے سوالات درج ہیں، عین اسی ترتیب سے جوابات بھی تحریر فرمائے جائیں۔

سُنا ہے کہ آپنے کئی تقاریر (یا کسی ایک تقریر) میں جناب احمد رضا خاں بریلوی کو بتیس پچیس وجوہ سے مضبوط دلائل کے ساتھ شیعہ ثابت فرمایا ہے تو

① پہلا سوال یہ ہے کہ کیا واقع کسی تقریر میں آپ نے احمد رضا خاں بریلوی کو دلائل حقہ سے شیعہ ثابت فرمایا ہے؟

② دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر واقعی آپ نے اُنہیں شیعہ ثابت کیا ہے تو کیا اس سے قبل آپ کے اکابر علمائے دیوبند میں سے بھی کسی نے اُن کو شیعہ ثابت کیا ہے یا پہلے فرد آپ ہیں جن کو احمد رضا خاں بریلوی کے اصل عقیدے کا انکشاف ہوا؟

③ تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی نے پہلے شیعہ ثابت کیا ہے (کہ جس کو بنیاد بنا کر آپ نے دلائل دیے ہیں) تو اُن علماء کے اسمائے گرامی کیا ہیں اور کس کتاب میں یہ ثبوت موجود ہے؟

④ چوتھا سوال یہ ہے کہ اگر اس سے قبل اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی ایک نے بھی اُنہیں شیعہ قرار نہیں دیا تو اُس کی کیا وجوہات تھیں؟ تحریر فرمائیں (یہ اکابر بھی ایک شیعہ کو کافر نہ کہہ کر کسی فتوے کی زد میں ہوئے)

⑤ پانچواں سوال یہ ہے کہ اگر آپ نے ہی سب سے پہلے اُنہیں شیعہ کہا ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں چند ایک مضبوط دلائل آپ کے

تیزی نہیں دکھائی۔ جذبات سے کام نہیں لیا بلکہ بہت انتظار کیا۔ ہر طرف سے
جب مکمل مایوسی کا شکار ہوئے تو اب یہ سوالات اشاعتی صورت میں آپ کے
سامنے موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جناب ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب سرپرست اعلیٰ "سپاہ صحابہ" پاکستان کے نام

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ
آلہٖ واصحابہ وازواجہ اجمعین ٥

امابعد۔ آپ ایک دراز عرصہ تک ردّ بریلویت میں تقریریں فرماتے رہے
ہیں جن کو آپ کے حلقے میں خاص ذوق وشوق سے سُنا اور پسند کیا جاتا رہا۔
اس وقت "سپاہ صحابہ" سے وابستگی کی وجہ سے آپ صرف ردّ شیعیت کے
بارے میں اظہارِ خیال فرماتے ہیں اور بظاہر کسی اسٹیج پر آپ بریلویوں کے
خلاف بیان کرنے سے گریز فرماتے ہیں۔ شاید کبھی کہیں جُز وی طور پر یا اپنے
مخصوص حالات اور حلقے میں ان کے خلاف اب بھی بولتے ہوں گے مگر بالعموم
ایسا دیکھا نہیں گیا۔ لیکن ایک بات تو واضح ہے کہ جس دَور میں آپ بریلویوں
کے خلاف جو کچھ بیان فرماتے رہے ہیں وہ اب بھی آپ کے نزدیک درست
اور صحیح ہوگا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اُس وقت کا اپنا کہا ہوا اس وقت آپ خود ہی
جھٹلا دیں۔ جس چیز کو آپ نے اُس وقت حق سمجھا تھا وہ اب بھی آپ کے نزدیک
حق ٹھہرے گا نہ کہ باطل قرار پائے گا کیونکہ اس وقت بھی آپ اُسی مسلک و
مشرب سے وابستہ ہیں جو شروع سے آپ نے پسند فرمایا۔

اگر آپ کے سابقہ دَور کی رَوِش اور موجودہ رویے کے حوالے سے سوالات
کی صورت میں چند ایک معروضات پیش کر دی جائیں تو یقین ہے کہ آپ کی طبع
نازک پر بارِ گراں نہیں گزرے گا۔ بخدا بندہ کو افتراق وانتشار اور فتنہ وشر مطلوب نہیں

(۱۱) گیارھواں سوال یہ ہے کہ اب آپ کا عقیدہ اُن کے متعلق بدل چکا ہے یا وہی ہے

(الف) اگر وہی ہے تو شیعہ ہونے کی وجہ سے آپ انہیں کافر کیوں نہیں کہتے ؟

(ب) اگر عقیدہ بدل چکا ہے تو آپ اس کا بر سرِ منبر اعلان کیوں نہیں فرماتے ؟ (یعنی پہلے تو میں احمد رضا خاں کو شیعہ کہتا تھا، اب میں نے توبہ کر لی ہے، وہ شیعہ نہیں تھے بلکہ صحیح سُنّی العقیدہ مسلمان تھے، میرے کہے کو درست نہ سمجھا جائے)

(ج) اگر وہ سُنّی العقیدہ مسلمان تھے تو آپ اُنہیں شیعہ گویا کافر کہہ کر کیا خود اپنی تکفیر نہیں کر گئے ؟

(د) اس وجہ سے آپ پر سرِ عام توبہ ضروری ٹھہری یا نہ ؟

درج بالا گیارہ سوالات کا مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ آپ سے سوالات کا یہ پہلا مرحلہ ہے اگر آپ نے سنجیدگی سے جوابات دے دیے تو سوالات کا ایک مرحلہ ابھی اور بھی باقی ہے۔ جو آپ کے اکابر علمائے دیو بند کے شیعی نقطۂ نظر پر مبنی ہوں گے۔ امید ہے کہ درج بالا سوالات کے جوابات آپ انتہائی ذمہ داری سے عنایت فرمائیں گے۔ جوابات میں کسی قسم کی لاگ لپیٹ اور ابہام نہ پایا جائے۔ سوالات کے اندر (ا)، (ب)، جزو کے بھی اسی طرح (ا)، (ب)، لکھ کر جوابات ارشاد فرمائے جائیں۔ یعنی پوائنٹ ٹو پوائنٹ

(Point to Point)

خاص نوٹ "میں اب دیو بندی بریلوی نزاع سے کنارہ کش ہو چکا ہوں"۔ آپ کا یہ عُذر "عُذرِ گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق قطعی طور پر قابلِ قبول نہ ہوگا۔ جواب سے اگر گریز فرمایا گیا تو دو چار دفعہ مزید اس کی کاپیاں ارسال کی جائیں گی پھر بھی جواب نہ دیا گیا تو ان سوالات

کی اشاعت پر پھر آپ کو ناراضگی کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے بعد ہم اتنا عرض کر دیں کہ الحمد للہ ہم پکے اور سچے حنفی اہل سنت وجماعت ہیں اور ہمارا عقیدہ رافضیت کے متعلق وہی ہے جس کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ردّ الرفضہ میں پیش فرمایا ہے۔ ہم نے اُن کے باطل عقائد کا ہمیشہ رد کیا ہے۔

ہمارا ایمان یہ ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت نے روافض پر گرفت فرمائی تو وہ بھی درست تھی اور اگر آپ کے اکابر پر فتویٰ جاری کیا تو وہ بھی درست تھا۔ وہ اپنے پرائے، چھوٹے بڑے سرکاری غیر سرکاری، عوام اور خواص میں بلا تمیز گرفت فرماتے تھے یہی اُن کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ اُن کو کبھی رافضی نہ کہتے اگر اُن کا فتویٰ آپ کے اکابر پر نہ ہوتا۔ آپ کے زیر سرپرستی شائع ہونے والا پرچہ "خلافت راشدہ" کے بے شمار پرچوں میں سے صرف ایک شمارہ لے کر آپ کو بتاتے ہیں کہ جس شخص کے متعلق آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ رافضی تھا، یہ شمارہ کیا کہتا ہے۔ ہم محرم الحرام ۱۴۱۷ھ کا شمارہ لے رہے ہیں۔

(۱) اس شمارہ میں ٹائیٹل کے اندرونی صفحہ پر ایک اشتہار "اہل سنت ہوشیار باحق" کے عنوان سے شائع ہوا جس کے اوپر والے بائیں کنارے پر یا رسول اللہ درج ہے۔ ہمارے پاس جو تقریر آپ کی محفوظ ہے اُس میں آپ نے نعرہ یا رسول اللہ پر اعتراض کیا ہے۔ آپ کی زیر نگرانی قائم ہونے والے اس شمارے میں "یا رسول اللہ" کیونکر چھپ گیا؟ اگر کوئی بات کہنے میں شرک و بدعت ہے تو وہ لکھنے میں بھی شرک و بدعت ہوگی۔ آخر کس مصلحت کے تحت "یا رسول اللہ" لکھا گیا۔ کیا اس طرح کہنا لکھنا جائز ہے۔

(۲) صفحہ ۸ کالم ۳ پر "اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ" لکھا گیا ہے لفظ بریلوی پر "رح" موجود ہے۔ جس کا مطلب ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ اگر احمد رضا خاں رافضی تھا تو آپ نے کیا مدیر خلافت راشدہ کو اس کے خلاف

کوئی تنبیہ کی ہے۔ اگر نہیں تو کیا مصلحت ہے؟

(۳) صفحہ ۱۲ پر آپ کا خطاب درج ہے۔ یہ خطاب آپ نے "انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس" اسلام آباد میں ۲ جون ۱۹۹۱ء کو کیا۔ صـ۱۲ کے کالم ۲ پر اپنے بیان کا یہ حصہ ملاحظہ کریں۔

"سپاہ صحابہؓ پاکستان کی وہ جماعت ہے جس نے بریلوی دیوبندی اہل حدیث کے تنازعات کو ختم کر کے تمام اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پہ جمع کر دیا ہے۔"

آپ نے تو اپنی بے شمار تقریروں میں چیلنج کر کر کے اور "ستائیس دلیلوں" کے ساتھ احمد رضا خاں کو رافضی اور دیگر بریلویوں کو شیعہ کی اولاد کہا تھا۔ اب اچانک ان بریلویوں کو سُنّی کیوں سمجھ لیا گیا۔ جب بریلوی شیعہ کی اولاد ہیں تو ان کو تقیہ کے طور پر اہل سُنّت کا لقب دے کر ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا ڈھونگ کیوں رچایا جا رہا ہے۔ آپ کی تقریر کے ماسبقہ الفاظ درست ہیں یا اس تقریر کے مذکورۃ الصدر الفاظ؟

ویسے بائی دی وے (برسبیلِ راہ) یہ احمد رضا خاں بریلوی کس قسم کے رافضی تھے کہ آپ جیسے متشدد حضرات بھی اُنہیں اپنا کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ کہیں اعلیٰ حضرتؒ کی کرامت تو نہیں کہ جو رافضی کہہ کہہ کر دم نہیں لیتا تھا وہی اُنہیں اہل سُنّت ماننے پر مجبور ہو گیا ہے۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ آج آپ جن کو رافضی رافضی کہہ رہے ہیں کہیں کل انہیں بھی کسی مصلحت اور غرض کے زیر اثر اپنے ساتھ ملانے پر مجبور نہ ہو جائیں، جب آپ اپنی ہی باتوں پر قائم نہیں رہتے تو آپ کا اعتبار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ ویسے کوئی شیعہ ہی آپ سے پوچھ بیٹھے کہ احمد رضا خاں رافضی تھا یا سُنّی، اپنی ماسبقہ تقاریر کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیے۔ تو فاروقی صاحب آپ کیا جواب دیں گے؟

(۴) صـ۱۳ کالم ۳ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"میرے بھائیو! پاکستان کے مولویو، پیرو، چوہدریو، بریلویو، دیوبندیو، اہل حدیثو!"

دیکھا آپ نے ہمیں بھی "بھائیو" کہہ کر پکارا ہے۔ ظاہر ہے آپ کے نزدیک کُلُّ مُؤمِنٍ اِخْوَۃٌ درست ہی ہوگا۔ تو کل تک جو شیعہ کی اولاد تھے اور آج بھی اُن کے وہی عقائد ہیں وہ مومن ہو کر آپ کے بھائی کیسے بن گئے۔ آپ کی یہ بات سچی ہے یا وہ؟ ویسے آپ کے خیال میں تقیہ کسے کہتے ہیں، تعریف تو کیجئے ذرا؟

⑤ صـ۳۲ کالم ۳ پر ماسٹر حق نواز فقیر والی سے رقمطراز ہیں:۔

"پاکستان میں سُنیوں کی تعداد ۹۸٪ ہے اور شیعوں کی تعداد تقریباً ۲٪ ہوگی۔"

یہ بات تو مسلم ہے کہ ۹۸٪ دیوبندی اس ملک میں نہیں رہتے۔ ظاہر ہے سوادِ اعظم بریلوی ہی ہیں اور سُنیوں کے نام سے معروف ہیں۔ اور یہ سب اعلیٰحضرت بریلوی کے عقیدت مند ہیں۔ تو کیا ماسٹر حق نواز صاحب اور مدیر کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ یہ سب شیعوں کی اولاد ہیں، آخر فاروقی صاحب کہہ رہے ہیں وہ کوئی غلط تھوڑا ہی کہہ رہے ہیں کہ بریلوی شیعوں کی اولاد ہیں تو ماسٹر صاحب نے سُنیوں کی گنتی میں بریلویوں کو کیسے شامل فرمالیا۔ کیا آپ نے آئندہ کے لیے مُدیر صاحب کو تنبیہہ کی ہے کہ سُنیوں کی آبادی اتنی درج نہ کی جائے؟

اس کے علاوہ انجمن سپاہِ صحابہ نے ایک پمفلٹ بعنوان "شیعہ کافر ہیں" شائع کر رکھا ہے۔ جس کے ٹائٹل پہ یہ الفاظ بھی درج ہیں:۔

"مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ معہ تصدیقات"۔ اس کے صفحہ ۱۰ پر سپاہِ صحابہ نے اپنی طرف سے عنوان دیا ہے۔

"فاضل بریلی مولانا احمد رضا خاں صاحب رح کا فتویٰ"۔

کتنی عجیب بات ہے کہ انجمن کا سربراہ کہے کہ مولانا احمد رضا خاں رافضی، اور ستائیس دلیلوں کے جلو میں کہے، برسرِ عام کہے، چیلنج کرے، اور انجمن کے کارکن اُس کے نام پر رحمۃ اللہ علیہ لکھیں۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایک اور پمفلٹ سپاہِ صحابہ کی طرف سے بہت زیادہ تقسیم کیا گیا۔ جس پر لکھا ہے :-

"اہل سُنّت و جماعت علماءِ بریلی کے تاریخ ساز فتاویٰ"

اس کے ص۱، ص۳ اور ص۴ پر "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رح" درج ہے۔ ص۴ پر لکھا ہے :-

"اعلیٰ حضرت رح کی تصانیف ردِّ شیعیت میں"

اس عنوان کے نیچے ردِّ شیعیت میں لکھے گئے رسائل کے نام درج ہیں۔ اب ہمیں یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ سرپرست سچا ہے یا کارکن۔ اگر غلطی سے ایسا ہو گیا ہے تو کیا آئندہ کے لیے خبردار کر دیا گیا ہے۔

اب ۱۹۹۲ء میں فاروقی صاحب غصے میں آ کر اگر کہہ ہی دیں کہ جاؤ بریلویو! ہم تمہیں رافضی ہی سمجھتے ہیں تو یہ اُن کی تیسری حماقت ہو گی۔ کہ ایک دفعہ رافضی کہا۔ دوسری بار سُنّی کہتے رہے اور جب سوالات پوچھے گئے تو پھر رافضی کہہ دیا۔ ان تین ادوار میں سے کس دَور کی بات کو آخر سچ سمجھا جائے گا۔ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

آپ نے تقریر میں فرمایا ہے کہ احمد رضا، نقی علی، کاظم علی وغیرہ شیعوں والے نام ہیں لہٰذا ثابت ہوا اعلیٰ حضرت شیعہ تھے، پہلی بات یہ کہ محض ناموں کی وجہ سے کسی کو رافضی قرار دینا پرلے درجے کی حماقت ہے دوسرے یہ کہ یہ اسمائے گرامی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اپنی اولاد

کے ہیں۔ اگر کوئی صحابہ کے نام پر نام نہ رکھے اور صرف اہل بیت اطہار کے نام رکھتا ہے تو کیا یہ اسلام میں ناجائز ہے؟ اگر شیعوں کی ہر مشابہت سے بچا جائے تو اس طرح فاروقی صاحب آپ کا جینا بھی محال ہو جائے گا۔ وہ اللہ کو ایک مانتے ہیں تو جب وہ اللہ کو ایک مانتے ہیں تو آپ کو ایک اللہ کو ماننا چھوڑ دینا چاہیے اس لیے کہ شیعہ ایک مانتے ہیں۔ وہ قبلہ کی طرف مُنہ کر کے اپنی عبادت کرتے ہیں تو کیا آپ کو قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ وہ روزے رکھتے ہیں تو پھر آپ روزے ترک کر دیں۔ پھر تو ایک مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ وہ مُنہ سے کھانا کھاتے ہیں آپ کیا طریقہ اختیار کریں گے۔ ایک شیعہ بھی کھانا کھا رہا ہو اور آپ بھی کھانا کھانے میں مشغول ہوں تو دیکھنے والا شیعہ دیو بندی کا فرق کس طرح کر سکے گا۔ ظاہر ہے آپ کو طریقہ بدلنا پڑے گا۔ آپ تو پھر نہ آنکھوں سے دیکھیں، نہ کانوں سے سُنیں، نہ ہاتھ پاؤں سے کام کریں، سب کو بدل ڈالیں۔ اُن سے مشابہت جو ہو گی۔ پھر تو آپ پانی سے وضو بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شیعہ بھی وضو کے لیے پانی استعمال کرتے ہیں آپ مٹی کا تیل استعمال کر لیا کریں۔ دل تو صاف نہیں ہو گا البتہ ظاہری جراثیم مرجائیں گے (رفع حاجت کے مسئلے پر ہم آپ کی توجہ مبذول نہیں کراتے)

اور جناب فاروقی صاحب! اگر حسن، نقی، تقی وغیرہ شیعوں کے نام ہیں تو ہم آپ کو زیادہ دُور نہیں لے جاتے۔ صرف اپنے قطب الاقطاب اور مطاع الکل جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کی سوانح عمری اُٹھا لیجیے جس کو "تذکرۃ الرشید" کہتے ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے یوں درج ہے:۔

"مولانا رشید احمد، بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش بن قاضی غلام حسن بن قاضی غلام علی بن قاضی علی اکبر"[1]

[1] تذکرۃ الرشید ج اوّل ص ۱۳

اور ذرا اپنے مولانا کے حقیقی ماموں دیکھیے لکھا ہے :-

"آپ کے چار حقیقی ماموں تھے جن میں سب سے بڑے جناب مولانا محمد نقی صاحب جو حضرت کے خسر بھی ہیں اور منجھلے مولوی محمد تقی صاحب"[1]

"رشید احمد صاحب کے مشہور اُستاد یہی اُستاد الکل حضرت مولانا مملوک العلی صاحب ہیں"[2]

"حضرت نے کئی مرتبہ دریافت فرمایا کہ مولوی محمد حسن نہیں آئے"[3]

"مولانا علی رضا صاحب حضرت کے شاگرد ہیں"[4]

اسی تذکرۃ الرشید میں جابجا منشی محمد حسن، مولوی ممتاز علی انبیٹھوی، صوفی کرم حسین، پیر جی محمد جعفر ساڈھوری، نثار علی، مولوی حیات علی، مولوی ولایت حسین، محمود حسین، نظم حسین، میرزا جد علی قنوجی اور میر محبوب علی دہلوی عطر فروش کے نام مختلف روایات سے درج ہیں۔

اسی طرح مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس احمد علی، فیض الحسن، اور سعادت علی وغیرہ بھی تھے۔ مختصر یہ کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی، حسین احمد، محمود الحسن، اشرف علی، احمد علی، حسین علی واں بھچراں، مرتضیٰ احسن، چاند پوری، ذوالفقار علی دیوبندی (شارح قصیدہ بردہ) یہ سب نام ایسے ہیں کہ فاروقی صاحب کے فارمولے کے مطابق سب پہ بے دھڑک شیعیت کی چھاپ لگا دی جائے۔

ہمارا ایک نکتہ سب کے لیے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس عقیدے یا جن خیالات کی بنیاد تعصب پر قائم ہو سارے قرآن مقدس اور ذخیرۂ احادیث کی دلیلیں بھی اُس کے لیے مفید نہیں۔ البتہ ربّ کائنات جسے ہدایت دے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

---

[1] تذکرۃ الرشید ج اول صفحہ ۲۰ [2] ایضاً ج اول ص ۲۶ [3] ایضاً ص ۹۹ ج دوم [4] ایضاً ص ۲۲ ج دوم۔